تحقیق مسائل:

خاص طور پر جمعہ کے دن روزہ رکھنا؟

حافظ عبدالرحمان المعلمی حفظہ اللہ (فاضل جامعہ محمدیہ، گجراں والا)

رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، لیکن دو صورتوں میں جمعہ والے دن روزہ رکھنا جائز ہے:

① آدمی کسی معمول کے مطابق کچھ ایام کے روزے رکھتا ہے تو اگر اس میں جمعہ کا دن بھی آ جائے تو اس کا روزہ رکھا جا سکتا ہے۔

② اگر جمعہ سے ایک دن قبل یا بعد میں روزہ رکھا جائے تو پھر بھی جمعہ والے دن روزہ رکھنا جائز ہے۔

بطورِ خاص جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت:

ممانعت کی احادیث مختلف الفاظ کے ساتھ صحیحین میں موجود ہیں:

①...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ والے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم:۱۹۸۴)

②...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ والے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں، اگر کوئی اس سے ایک دن پہلے یا بعد بھی روزے رکھے (تو پھر جمعہ والے دن کا روزہ رکھنا جائز ہے)۔ (صحیح بخاری، رقم:۱۹۸۵)

③...... حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ والے دن ان کے یہاں تشریف لائے تو انھوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا کل بھی روزہ رکھا تھا؟'' جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا کل روزہ رکھنا ہے؟'' انھوں نے نفی میں جواب دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم روزہ افطار کرلو۔'' (صحیح بخاری، رقم:۱۹۸۶)

④...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن کو روزے کے ساتھ خاص نہ کرو۔ ہاں، اگر کوئی معمول کے مطابق رکھتا ہو (تو پھر جائز ہے)۔'' (صحیح مسلم، رقم:۱۱۴۴)

مذکورہ بالا احادیث کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پہلی حدیث میں جمعہ کے مخصوص روزے کی مطلقاً ممانعت ہے، دوسری روایت کے مطابق اگر جمعہ سے ایک دن پہلے یا بعد میں روزہ رکھنے کی نیت ہو تو پھر جمعہ کا روزہ رکھنے کی رخصت ہے اور تیسری حدیث کی رو سے اگر کوئی روزہ معمول کے مطابق جمعہ والے دن آ جائے تو اسے رکھا جا سکتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ یہ احادیث نقل کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

"وهذه الأحاديث تقيد النهي المطلق في حديث جابر، ويؤخذ من الاستثناء جوازه لمن صام قبله أو بعده أو اتفق وقوعه في أيام له عادة بصومها كمن يصوم أيام البيض أو من له عادة بصوم يوم معين كيوم عرفة فوافق يوم الجمعة." (فتح الباري: ٤/٢٣٤)

''یہ احادیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد مطلق نہی کو مقید کرتی ہیں۔ اس استثنا سے بعض صورتوں میں جمعہ کے دن روزے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے، مثلاً: ایک آدمی جمعہ سے ایک دن پہلے یا بعد میں روزہ رکھے، یا جمعہ کا دن اس کے معمول میں آ جائے، جیسے ایک آدمی ایامِ بیض کے روزے رکھتا ہے، یا عرفہ کا روزہ رکھتا ہے جو جمعہ کو آ جائے۔''

فقہاء کی آراء:

امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ: دونوں ائمہ مطلقاً جواز کے قائل ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لم أسمع أحدا من أهل العلم و الفقه ومن يقتدى به ينهي عن صيام يوم الجمعة. وصيامه حسن، و قد رأيت بعض أهل العلم يصومه." (موطأ إمام مالك، رقم: ٨٦٥)

"اہلِ علم میں سے میں نے کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ جمعہ کے روزے سے منع کرتے تھے۔ جمعہ کا روزہ رکھنا اچھا کام ہے۔ میں نے بعض اہلِ علم کو دیکھا ہے کہ وہ جمعہ کا روزہ رکھتے تھے۔"

غالباً امام مالک رحمہ اللہ کو اس مسئلے سے متعلق احادیث نہیں ملیں، اس لیے ان کا یہ موقف تھا، چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فهذا الذي قاله هو الذي رآه وقد رأى غيره خلاف ما رأى هو، والسنة مقدمة على ما رآه هو وغيره، وقد ثبت النهي عن صوم يوم الجمعة، فيتعين القول به، ومالك معذور، فإنه لم يبلغه." (المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج للنووي: ٨/١٩)

"امام مالک رحمہ اللہ نے جو فرمایا ہے، وہ ہے جو انھوں نے دیکھا، جب کہ امام مالک رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر اہلِ علم نے اس کے برعکس دیکھا تو انھوں نے وہ بیان کر دیا۔ اور سنت تو ان سب کے دیکھے پر مقدم ہے کہ جمعہ والے دن روزہ رکھنے کی ممانعت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے تو یہی موقف درست ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ ایسا موقف رکھنے میں معذور ہیں کیوں کہ انھیں یہ ممانعت والی حدیث نہیں ملی۔"

احناف کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ والے دن عموماً روزہ ہی رکھتے تھے۔

(سنن ترمذی، رقم: ۷۴۲)

اس روایت کا معنی بیان کرتے ہوئے علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی آدمی کہے کہ ان روایات میں تعارض ہے، ایک طرف رسول اللہ ﷺ جمعہ والے دن روزہ رکھنے سے منع بھی فرما رہے ہیں اور دوسری طرف خود روزہ بھی رکھ رہے ہیں (تو اس کے کیا معنی ہوئے؟)۔"

علامہ عینی رحمہ اللہ خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قلت: لا نسلم هذا المعارضة، لأنه لا دلالة فيها على أنه ﷺ صام يوم الجمعة وحده، فنهيه ﷺ عن صوم يوم ا الجمعة في هذه الأحاديث يدل على أن صومه يوم الجمعة لم يكن في يوم الجمعة وحده، بل إنما كان بيوم قبله أو بيوم بعده، وذلك لأنه لا يجوز أن يحمل فعله على مخالفة أمره إلا بنص صريح صحيح، فحينئذ يكون نسخا أو تخصيصا، وكل واحد منهما منتف."

(عمدة القاري: ١١/١٠٤)

"ہم اس تعارض کو تسلیم ہی نہیں کرتے کیوں کہ ان احادیث میں اس بات کا ذکر موجود نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف اکیلے جمعہ کے دن ہی کا روزہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا جمعہ والے دن روزہ رکھنے سے منع فرمانا ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ سے ایک دن قبل یا بعد کا روزہ رکھتے تھے کیوں کہ آپ ﷺ کے فعل کو آپ کے قول کے خلاف محمول کرنا جائز نہیں ہے، الا کہ جہاں صحیح صریح نص موجود ہو۔ اس صورت میں تخصیص یا نسخ ہو گا، جب کہ یہاں ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے۔"

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کے یہی معنی بیان کیے ہیں۔(المحلی:۴/۴۴۱)

امام شافعی رحمہ اللہ: امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف نقل کرنے والوں میں اختلاف ہے، بعض نے ان سے مشروط جواز نقل کیا ہے، چنانچہ امام مزنی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ اگر وہ عبادت جو آدمی روزہ نہ رکھ کر کرسکتا ہے، وہ روزہ رکھ کر کرلے اور روزہ اس عبادت میں رکاوٹ نہ بنے تو پھر روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بصورتِ دیگر روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

اور امام بیہقی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”هذا الحديث إنما سمعه الشافعي، مطلقا في النهي، فجرى على إطلاقه في النهي عن صومه على الاختيار لمن كان إنه صام منعه من الصلاة ما لو كان مفطرة فعله.“

(معرفة السنن والآثار: ٦/٣٧٥)

”امام شافعی رحمہ اللہ نے مطلقاً ممانعت والی روایت کو سنا تو اسی کے مطابق مطلق ممانعت کا فتویٰ دیا اس شخص کے لیے جس کا روزہ اس کے لیے نماز کی ادائیگی سے مانع بن جائے کہ اگر وہ روزہ نہ رکھتا تو ضرور نماز ادا کرتا۔“

بعض اہلِ علم نے امام شافعی رحمہ اللہ سے مطلقاً کراہت نقل کی ہے اور یہی بات درست معلوم ہوتی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا نقطۂ نگاہ مطلق کراہت والا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ: حنابلہ کا نقطۂ نظر اس حوالے سے سب سے بہتر اور اقرب الی الصواب ہے، چنانچہ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ويكره إفراد يوم الجمعة بالصوم، إلا أن يوافق ذلك صوما كان يصومه، مثل من يصوم يوما ويفطر يوما فيوافق صومه يوم الجمعة، ومن عادته صوم أول يوم من الشهر أو آخره أو يوم نصفه ونحو ذلك، نص عليه أحمد في رواية الأثرم، قال: قيل لأبي عبد اللّٰه: صيام يوم الجمعة؟ فذكر حديث النهي أن يفرد، ثم قال: إلا أن يكون في صيام كان يصومه، وأما أن يفرد فلا. قال: قلت: رجل كان يصوم يوما ويفطر يوما، فوقع فطره يوم الخميس وصومه يوم الجمعة وفطره يوم السبت، فصام الجمعة مفردا؟ فقال: هذا الآن لم يتعمد صومه خاصة، إنما كره أن يتعمد الجمعة.“

(المغني لابن قدامة: ٣/١٧٠)

”اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اگر کسی آدمی کے معمول کے مطابق جمعہ کا دن آجائے (تو ایسی صورت میں روزہ رکھنا جائز ہے)، مثلاً: ایک آدمی ایک دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن چھوڑتا ہے، یا یہ کہ کسی آدمی کا معمول ہے کہ وہ مہینے کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے یا آخری دن کا یا نصف مہینے کا روزہ رکھتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا یہ موقف امام اثرم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ سے جمعہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو امام صاحب نے ممانعت والی روایت کو ذکر کیا، پھر فرمایا: اگر کسی کے معمول میں جمعہ کا دن آجائے تو ایسی صورت میں جائز ہے۔ میں (امام اثرم رحمہ اللہ) نے عرض کی کہ ایک آدمی ایک دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن روزہ چھوڑتا ہے۔ اس کے روزہ چھوڑنے کا دن جمعرات بنتا ہے، پھر وہ جمعہ کو روزہ رکھتا ہے، پھر وہ ہفتے والے دن روزہ چھوڑ دیتا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اس صورت میں اس شخص نے قصداً

جمعہ کا روزہ نہیں رکھا۔ ممانعت ہے اس شخص کے لیے ہے جو قصداً صرف جمعہ کا روزہ رکھتا ہے۔''

امام ابن حزم رحمہ اللہ: امام ابن حزم رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے جس کی تفصیل حنابلہ کے موقف میں گزری ہے۔ امام ابن حزم فرماتے ہیں کہ یہی موقف مجاہد، ابراہیم نخعی، شعبی اور محمد بن سیرین رحمہم اللہ کا ہے۔ (المحلی: ۱/۴۴۱)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ: امام ابن منذر رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ (ملاحظہ ہو الاقناع: ۱/۱۹۶)

ممانعت کا سبب کیا ہے؟

اس کے متعلق اہلِ علم نے مختلف توجیہات پیش کی ہیں، دو توجیہات نذرِ قارئین ہیں:

① ...... امام نووی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

"والحكمة في النهي عنه أن يوم الجمعة يوم دعاء وذكر وعبادة من الغسل والتبكير إلى الصلاة وانتظارها واستماع الخطبة وإكثار الذكر بعدها لقول الله تعالى ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ [الجمعة: ١٠] وغير ذلك من العبادات في يومها، فاستحب الفطر فيه فيكون أعون له على هذه الوظائف وأدائها بنشاط وانشراح لها والتذاذ بها من غير ملل."

(المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: ٨/٢٠)

''جمعہ کے روزے سے ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ جمعہ کا دن دعا، ذکرِ الٰہی، دیگر عبادات، مثلاً: غسل کرنا، اوّل وقت میں مسجد کی طرف جانا، خطبے کا انتظار کرنا، خطبہ سننا اور اس کے بعد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا اللہ رب العزت کے اس فرمان کی وجہ سے: ''پس جب نماز مکمل ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو'' اور ان کے علاوہ دیگر عبادات جو اس دن کی جاتی ہیں۔ اس لیے مستحب یہی ہے کہ آدمی اس دن روزہ نہ رکھے، تاکہ مذکورہ بالا عبادات کو وہ چستی کے ساتھ اور بغیر تھکاوٹ کے ادا کر سکے۔''

② ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مختلف توجیہات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وأقوى الأقوال وأولاها بالصواب أولها، وورد فيه صريحا حديثان: أحدهما رواه الحاكم وغيره من طريق عامر بن لدين عن أبي هريرة مرفوعا: ((يوم الجمعة يوم عيد، فلا تجعلوا يوم عيدكم يوم صيامكم، إلا أن تصوموا قبله أو بعده.)) والثاني رواه ابن أبي شيبة بإسناد حسن عن علي وقال: من كان منكم متطوعا من الشهر فليصم يوم الخميس، ولا يصم يوم الجمعة، فإنه يوم طعام وشراب وذكر." (فتح الباري: ٤/٢٣٥)

''تمام اقوال میں سے سب سے بہتر بات وہی ہے جسے ہم نے سب سے پہلے ذکر کیا ہے (کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے، اس لیے اس کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے)۔ اس متعلق دو صریح روایات موجود ہیں:

ا۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کا دن عید کا دن ہے، اس لیے اسے اپنے روزے کا دن نہ بناؤ۔ ہاں، اگر تم اس سے پہلے یا بعد میں بھی روزہ رکھ لو (تو جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا جائز ہے)۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

''بہت سے ناقلینِ کتب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خصوصی طور پر ''علیہ السلام'' یا ''کرم اللہ وجہہ'' لکھتے ہیں، جب کہ دیگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے ایسا نہیں لکھتے ہیں۔ معنی کے لحاظ سے یہ درست سہی، تاہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکریم وتعظیم کے لیے ایک جیسے ہی الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔ اگر امتیازی الفاظ کی اجازت دی جائے تو سب سے زیادہ اس کے مستحق حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم ہیں۔''

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمہ اللہ اپنے تفسیر میں لکھتے ہیں:

"والصحيح أنه يجوز تبعا ويكره استقلالا، كما يكره أن يقال: "محمد عزوجل" مع كونه عزيزا وجليلا لاختصاصه بالأنبياء عرفا كاختصاص ذلك بالله تعالى."

(التفسير المظهري: ٧/ ٤١٤)

یعنی صلاۃ وسلام کا لفظ تبعاً غیر انبیاء کے لیے بولا جا سکتا ہے، لیکن مستقل طور پر اسی طرح مکروہ ہے جیسے حضرت محمد ﷺ کو ''محمد عزوجل'' کہنا مکروہ ہے، باوجود اس بات کے کہ معنی کے لحاظ سے ان الفاظ کا اطلاق آپ ﷺ پر صحیح ہے کیوں کہ آپ ﷺ عزیز وجلیل ہیں، تاہم چونکہ ''عزوجل'' اللہ کے ساتھ خاص ہو چکا ہے، اس لیے ''محمد عزوجل'' کہنا صحیح نہیں ہوگا۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ''صلی اللہ علیہ وسلم''، ''علیہ السلام''، ''رضی اللہ عنہ''، رحمہ اللہ'' لغوی اور معنوی لحاظ سے ان الفاظ کا اطلاق انبیاء علیہم السلام وغیر انبیاء سب پر کیا جا سکتا ہے، لیکن معاملہ یہاں صرف لغت کا نہیں، بلکہ اصطلاح کا ہے اور اُمت ان الفاظ کو صدیوں سے بطور اصطلاح استعمال کرتی آ رہی ہے۔ ''عزوجل'' اللہ تعالیٰ کے لیے، ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پیغمبرِ آخر الزماں حضرت محمد عربی ﷺ کے لیے، ''علیہ السلام'' انبیاء علیہم السلام کے لیے، ''رضی اللہ عنہ'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اور ''رحمہ اللہ'' فوت شدہ غیر صحابی مسلمانوں کے لیے۔ اس لیے ان کی حیثیت اصطلاح اور شعار کی ہو گئی ہے جس سے انحراف درست نہ ہوگا۔

ایک مغالطہ لوگوں کو یہ دیا جاتا، یا لگ جاتا ہے کہ فلاں عالم نے فلاں صحابی کے لیے ''علیہ السلام'' لکھا اور فلاں غیر صحابی کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' اِستعمال کیا ہے۔ ہم عرض کریں گے کہ واقعی بعض علماء نے اس طرح لکھا ہے، لیکن اس کی وجہ محض سہل انگاری ہے، یا عقیدت میں افراط۔ ان کی نظر شاید صرف لغت ہی پر رہی، لیکن جمہور علمائے سلف اور خلف نے ایسا نہیں کیا ہے۔ اور دلائل کے لحاظ سے یہی مسلک صحیح اور برحق ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام، لاہور: ۱۴/ اپریل ۱۹۷۸ء/ ۵ جمادی الاوّل ۱۳۹۸ھ)

بقیہ: خاص طور پر جمعہ کے دن روزہ رکھنا؟

۲۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: تم میں سے جو شخص نفلی روزہ رکھنا چاہتا ہے تو جمعرات کے دن کا رکھے، جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے کیوں کہ یہ کھانے پینے اور ذکر کے ایام ہیں۔''

اس سے متعلق تفصیلی اقوال شرح صحیح مسلم از نووی (۸/ ۱۹)، فتح الباری لابن حجر (۴/ ۲۳۳) اور عمدۃ القاری از علامہ عینی (۱۱/ ۱۰۵) وغیرہ کتب میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

خلاصۂ کلام:

جمعہ کا روزہ معمول میں آ جائے، یا اس سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ رکھ لیا جائے تو ان دو صورتوں میں جمعہ کا روزہ رکھنا جائز ہے، ورنہ قصداً جمعہ ہی کا خاص روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

هذا ما عندي والله تعالى أعلم بالصواب